سائنسیات میں

امام احمد رضا کی فکری تنقید: مختصر جائزہ

ڈاکٹر امجد رضا امجد، ایڈیٹر رضا بک ریویو، پٹنہ

امام احمد رضا نے اعتقادیات و شرعیات اور ادبیات و سیاسیات کے ساتھ سائنسیات میں بھی اپنی فکری تنقیدوں کے جو اثاثے چھوڑے ہیں وہ یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ وہ ایک بہت بڑے سائنس داں تھے اور سائنسیات پر ان کا مطالعہ وسیع اور بڑا گہرا تھا۔ انہوں نے اپنے تنقیدی سرمایے میں فکری تنقید کا جو نمونہ چھوڑا ہے وہ اس رخ سے بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ انہوں نے تنقیدی عمل کے دوران ''کون ہے'' کی بجائے ''کیا ہے'' کو پیش نظر رکھا ہے۔ پیش نظر رسالہ ''نزولِ آیاتِ فرقان بسکونِ زمین و آسمان'' میں جس شخصیت پر فکری تنقید کی گئی ہے، وہ اس کی واضح مثال ہے۔

مذکورہ رسالہ میں جس شخصیت کے سائنسی افکار پر امام احمد رضا نے تنقید کی ہے وہ آپ کے نیاز مندوں میں تھے، آپ سے عقیدت رکھتے تھے اور آپ کے نزدیک ان کی شخصیت ''مجاہد کبیر'' ہی نہیں ''مجاہد اکبر'' کہلانے کی مستحق تھی۔ اور وہ شخصیت تھی پروفیسر حاکم علی لاہوری کی، جو ایک ''فہیم سائنس داں'' کا درجہ رکھتے تھے۔ وہ صرف سائنس کے مضمون سے شغل و شغف رکھنے والے انسان ہی نہیں بلکہ دین سے محبت رکھنے والے، وسیع المطالعہ، حق پسند اور اپنے نفس سے جہاد رکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ خود ناقد یعنی امام احمد رضا کو اس بات کا اعتراف تھا کہ ''رجوع الی الحق'' کا مادّہ ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے مگر اس کے باوجود جو فکر ان کی طرف سے آئی وہ چونکہ اسلامی نظریے کے خلاف تھی۔ اس لیے ان کی فکر کو امام احمد رضا نے تنقید کی میزان پہ رکھا اور اپنے تنقیدی اصولوں کی روشنی میں اس کی حقیقت واضح کر دی۔

اس رسالہ کو بخوبی سمجھنے کے لیے یہ پہلو سامنے رکھنا ضروری ہے کہ حرکتِ زمین کے تعلق سے تین طرح کے نظریات سامنے آئے ہیں۔

(۱) قدیم سائنس، یعنی سولہویں صدی عیسوی سے پہلے کا نظریہ کہ زمین ساکن ہے۔

(۲) جدید سائنسی نظریہ کہ زمین متحرک ہے۔

(۳) قرآنی نظریہ جو زمین و آسمان کو ساکن قرار دیتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں، کواکب چل رہے ہیں۔

www.AlahazratNetwork.org

سکونِ زمین کا یہ قرآنی نظریہ، کوئی اچھوتا، انوکھا اور نیا نظریہ نہیں بلکہ یہ وہی نظریہ ہے جسے قدیم سائنس بھی تسلیم کرتی تھی اور کوپرنیکس کا نظریہ سامنے آنے سے پہلے تک نصاریٰ بھی تسلیم کرتے تھے۔--- بہر حال قرآن اور جدید سائنس کے نظریے میں تضاد سامنے آنے کے بعد، اواخر انیسویں صدی میں، مذہب اور سائنس کے گوناگوں تصادم کو دور کرنے اور انھیں ایک دوسرے سے قریب لانے کی کاوشیں شروع ہوئیں کہ مذہب اور سائنس میں ٹکراؤ کی وہ صورت کچھ حقیقی نہیں جو عموماً تصور کی جاتی ہے۔ اسی سلسلے میں دیگر پہلوؤں کے ساتھ ساتھ یہ ذہن بھی اُبھرا کہ ''سائنس کو مسلمان'' بنایا جائے اور متصادم سائنسی اور قرآنی نظریوں میں مطابقت کی علمی صورتیں تلاش کی جائیں۔ اس کام کی بہر حال علمی اہمیت ہوسکتی تھی اور آج بھی ہے۔ لیکن اس تعلق سے دو نظریاتی جماعت سامنے آئی، ایک جماعت اس بات کی قائل ہوئی کہ دراصل مذہب اور سائنس کے نظریاتی تصادم کے نقصانات کو دور کرنے کے لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ

''سائنس کو جتنے اسلامی مسائل سے ...... خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے، دلائلِ سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے، جابجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات، سائنس کا ابطال داسکات ہو۔''

یہ دراصل امام احمد رضا کی سائنسی فکری تنقید کا نظریہ ہے اور اس کے بالمقابل دوسری جماعت جس کے سرخیل حاکم علی صاحب تھے، اس نظریے کی قائل ہوئی کہ ''اسلامی مسائل کو ..... سائنس کے مطابق کرلیا جائے''، یعنی اگر سائنس حرکتِ زمین کا نظریہ رکھتی ہے تو تفاسیر قرآن کی روشنی میں یہ ثابت کیا جائے کہ قرآن بھی اسی نظریے کا حامی ہے، لہٰذا یہ سائنسی نظریہ اسلام مخالف نہیں، اسلام کا مؤید ہے۔

اپنے موقف کے اثبات کے لیے پہلے انہوں نے آیتِ کریمہ ان اللّٰــہ یمسك السمٰوات والارض ان تـزولا، اولـم تـکونو اقسمتم من قبل مالکم من زوال، اور ان کـان مکرهم لتـزول منـه الجبـال میں لفظ تزولا، زوال، تزول پر تفسیر جلالین اور تفسیر حسینی کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے اس کے مختلف معنیٰ بتائے اور پھر نتیجے کے طور پر یہ لکھا:

زمین کے زوال نہ کرنے کے یہ معنیٰ ہیں کہ جن اماکن میں اللہ تعالیٰ نے اس کو امساک کیا ہے اس سے یہ باہر نہیں سرک سکتی مگر ان اماکن میں اس کو حرکت امر کردہ شدہ عطا فرمائی ہوئی ہے... اسی طرح (زمین) اپنے مدار میں اور سورج کی ہم راہی میں امساک کردہ شدہ ہے ... جیسا کہ سورج والشمس تجری لمستقر لها کے رو سے اپنے اماکن میں امساک کیا گیا ہے اور اپنے مجرا میں چل رہا ہے، مگر اس کے اس چلنے کا نام زوال نہیں بلکہ جریان ہے۔ تو زمین کا بھی اپنے مدار میں اور درج

www.AlahazratNetwork.org

کی ہمراہی میں چلنا اس کا جریان ہے نہ کہ زوال۔

ظاہر ہے کہ مفکر سے بظاہر دلیل کے انتخاب اور نتیجہ نکالنے میں کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ ایسا لگتا ہے کہ مفکر نے جو بات کہی ہے، اس کے لیے اپنی طرف سے نہ تو کسی من گڑھت دلیل کا سہارا لیا ہے اور نہ ہی جس مقصد کے لیے فکر کے عمل سے گذرا ہے، اس مقصد میں کوئی خرابی یا اس کے سوچ میں خلوص کی کوئی کمی ہے۔

لیکن درحقیقت اس فکر میں ایک سے زیادہ باتیں محلِ نظر اور قابلِ گرفت ہیں اور ایک سے زیادہ ایسے مقامات ہیں، جہاں فکر نے مختلف پہلو سے ٹھوکر کھائی ہے اور ایک ناقدِ فکر کی حیثیت سے امام احمد رضا نے اس کی نشاندہی کی ہے۔ مفکر کے خلوصِ نیت اور اس کے ہدفِ مقصد سے ناقد کو چنداں اختلاف نہیں لیکن حصولِ مقصد کے لیے استعمال کیا گیا ''طریق عمل'' ناقد کے نزدیک درست نہیں ہے۔ مفکر اگرچہ یہ چاہتا ہے کہ سائنس مشرف بہ اسلام ہو لیکن اس کے لیے جو طریقہ اپنایا گیا ہے، وہ بالکل ہی برعکس ہے۔ یعنی وہ جس چیز کو مسلمان کرنا چاہتا ہے، اسے اسلام کی طرف نہیں کھینچتا ہے بلکہ اسلام کو اس کی طرف کھینچ کر لانا چاہتا ہے جس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ بقول امام احمد رضا ''اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام''۔

اس رسالہ میں جو فکر سامنے آئی ہے اس کا منظر نامہ یہ ہے کہ سکونِ زمین و آسمان کا نظریہ جس آیت کریمہ سے لیا گیا ہے اس میں ''ان تــزولا '' کا لفظ آیا ہے یعنی قرآن پاک نے ''زوالِ ارض و سما'' کی نفی کی ہے جس سے زمین و آسمان کے سکون کا نظریہ بنا ہے اور مفکر نے لفظ زوال کے اصل مفہوم کو سمجھنے میں متعدد وجوہات سے دھوکہ کھایا ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں فکری ناقد ہونے کی حیثیت سے امام احمد رضا نے اس کی صاف صاف نشان دہی کر دی ہے کہ مفکر نے اپنی فکر کو باوزن کرنے کے لیے جو دلائل دیے ہیں، ان میں

(۱) کیا کیا اور کہاں کہاں دھوکہ ہوا ہے۔

(۲) کس طرح مفکر نے کھینچ تان کر حرکت کو زوال کے بجائے جریان کا نام دے دیا ہے۔

(۳) قرآن پاک نے جس چیز کو مطلقاً بیان کیا ہے، اسے مقید اور جسے عام رکھا ہے اسے مخصص بنادیا ہے۔

مفکر کو ایک بڑا دھوکہ اس بات سے ہوا ہے کہ اس نے زوالِ آفتاب کا مفہوم سمجھنے یا اس کا مفہوم نکالنے میں غلطی کی ہے۔ اس فکر پر اپنی تنقید کا خلاصہ سپردِ قرطاس کرتے ہوئے امام احمد رضا نے لکھا:

''زمین ساکن محض ہے...... اور خود مخالفین کو تسلیم کے طلوب و غروب زوال نہیں مگر حرکتِ یومیہ سے، تو جس کے یہ احوال ہیں حرکتِ یومیہ اسی کی حرکت ہے، تو قرآن عظیم اور احادیثِ متواترہ و

www.AlahazratNetwork.org

اجماعِ اُمت سے ثابت کہ حرکتِ یومیہ حرکتِ شمس ہے نہ کہ حرکتِ زمین۔ لیکن اگر زمین حرکتِ محوری کرتی، تو حرکتِ یومیہ اسی کی حرکت ہوتی، جیسا کہ مزعوم مخالفین ہے۔ تو روشن ہوا کہ زعم سائنس باطل و مردود ہے، پھر شمس کی حرکتِ یومیہ جس سے طلوع وغروب وزوال ہے نہ ہوگی، مگر یوں کہ وہ گردِ زمین دورہ کرتا ہے تو قرآن عظیم اور احادیث و اجماعِ اُمت سے ثابت ہوا کہ آفتاب حول ارض دائر ہے۔ لاجرم زمین مدارِ شمس کے جوف میں ہے تو ناممکن ہے کہ زمین گردش دورہ کرلے اور آفتاب مدارِ زمین کے جوف میں ہو تو بحمداللہ تعالیٰ آیاتِ متاکاثرہ و احادیثِ متواترہ و اجماعِ اُمتِ طاہرہ سے واضح ہوا کہ زمین کی حرکت محوری و مداری دونوں باطل ہے۔''

اس رسالہ میں امام احمد رضا نے متعدد آیات، احادیث، اقوال اور کتب لغات کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے مفکر کے ہر اعتراض، شبہات اور دلیل کا سنجیدگی، متانت اور علمی انداز میں جائزہ لیتے ہوئے اسلام مخالف سائنسی نظریات کے بالمقابل اسلامی نظریۂ سائنس کو واضح کردیا ہے۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اس کی مدلل بحث میرے تحقیقی مقالہ ''امام احمد رضا کی فکری تنقیدیں'' میں آرہی ہے۔

اس مقام تک پہنچ کر ایک فکری ناقد کی حیثیت سے امام احمد رضا بریلوی کے ان کارناموں کا مرتبہ سمجھنا چنداں دشوار نہیں، جن کا رشتہ سائنسیات سے ہے۔ ان کی سائنسی فکری تنقید کا یہ بڑا وصف ہے کہ وہ ایسی قوتِ شناخت سے پوری طرح مالا مال نظر آتی ہے جس سے تنقید کا دبستان خالی نظر آتا ہے۔ ان کا تنقیدی اصول، مذہبیات و اسلامیات اور ادبیات ولسانیات کی علمی واصولی قدروں کو سائنس کے نام نہاد حامیوں اور مفکروں کے ہاتھوں کا کھلونا بننے سے بچالیتا ہے اور یقیناً یہ اردو تنقید کے لیے بڑا سرمایہ ہے۔

سائنسیات میں امام احمد رضا کی فکری تنقید کا ایک روشن وصف یہ بھی ہے کہ پڑھنے والے کی عقل اور معلومات میں اضافہ کرتی اور معلوماتِ عامہ کا دل چسپ خزانہ مہیا کردیتی ہے۔ مثلاً اسی رسالہ میں فکری تنقیدات کے دوران ایک عبارت آتی ہے ''دھوپ گھڑی کو مزولہ کہتے ہیں یعنی زوال پہچاننے کا آلہ'' اور یہ دل چسپ موضوع ہمیں غور وفکر کے لیے ملتا ہے کہ اگرچہ جدید سائنس نے حرکتِ زمین کا نظریہ لا دیا ہے یعنی اس نظریہ کی رو سے زمین زوال کرتی ہے لیکن قدیم نظریہ کے مطابق آج بھی زوال آفتاب ہی بولا جاتا ہے۔ امام احمد رضا نے سائنسی فکری تنقید کے دوران یہ بات بھی لکھی ہے کہ ''یوروپ والوں کو طریقۂ استدلال نہیں آتا، انھیں اثباتِ دعویٰ کی تمیز نہیں، ان کے اوہام جن کو وہ بنام دلائل پیش کرتے ہیں یہ یہ علتیں رکھتے ہیں'' اور اپنی فکری تنقید میں اس کے واضح ثبوت بھی پیش کر دیے ہیں۔

000000

www.AlahazratNetwork.org